خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا دو رکعتیں پڑھے گا۔

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

دلیل نمبر ۱ :

عن جابر بن عبداللّٰہ قال : جاء سلیک الغطفانیّ یوم الجمعة ورسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم یخطب ، فجلس، فقال له ، یا سلیک ! قم فارکع رکعتین ، و تجوّز فیهما، ثمّ قال : اذا جاء أحدکم ، یوم الجمعة ، والامام یخطب ، فلیرکع رکعتین ، ولیتجوّز فیهما .

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے اور بیٹھ گئے، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اے سلیک! کھڑے ہو کر دو مختصر رکعتیں ادا کرو، پھر (لوگوں سے مخاطب ہو کر) فرمایا، جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن امام کے خطبے کے دوران آئے تو دو مختصر سی رکعتیں پڑھے پھر بیٹھے۔'' (صحیح البخاری : ١١٦٦ ، صحیح مسلم : ٨٧٥، واللفظ له)

دلیل نمبر ۲ :

عن عیاض أنّ أبا سعید الخدریّ دخل یوم الجمعة ومروان یخطب فقام یصلّی ، فجاء الحرس لیجلسوه فأبٰی حتّٰی صلّٰی ، فلمّا انصرف أتیناه فقلنا : رحمک اللّٰہ ان کادوا لیقعوا بک ، فقال : ما کنت لأترکهما بعد شیٔ رأیته من رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم ، ثمّ ذکر أنّ رجلا جاء یوم الجمعة فی هیئة بذّة والنّبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم یخطب یوم الجمعة فأمره فصلّٰی رکعتین والنّبیّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم یخطب .

''عیاض رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ والے دن مروان کے خطبہ کے دوران مسجد میں داخل ہوئے، آپ نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی، سپاہی آپ کو بٹھانے کے لئے آئے، لیکن آپ نے انکار کر دیا اور نماز پڑھی، جب آپ فارغ ہو گئے تو ہم آپ کے پاس آئے اور عرض کی، اللہ آپ پر رحم فرمائے! یقیناً وہ سپاہی (آپ کے انکار کے باعث) آپ پر حملہ کر دیتے، آپ نے فرمایا، میں نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذیل میں آنے والے واقعہ کو دیکھنے کے بعد کسی صورت میں بھی ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑ سکتا، پھر آپ نے بتایا کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطبہ کے دوران ایک آدمی پراگندہ حالت

میں داخل ہوا، آپ نے اسے دو رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا، اس نے نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطبہ کے دوران دو رکعتیں ادا کیں۔'' (جامع ترمذی : ٥١١ ، مسند حمیدی : ٢/ ٣٢٦_٣٢٧ ، سنن کبری بیہقی : ٣/ ١٩٤ ، الاوسط لابن المنذر : ٤/ ٩٦ ، ح : ١٨٤٣ ، مسند دارمی : ١٥٩٣ ، وسندہٗ صحیح)

اس روایت کو امام ابن خزیمہ (١٨٣٠) اور امام ابن حبان (٢٥٠٥) رحمہما اللہ نے ''صحیح'' اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

امام عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كان الحسن يجئ والامام يخطب فيصلّي ركعتين .

''امام حسن بصری رحمہ اللہ دورانِ خطبہ تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ : ٢/ ١١١، ح : ٥١٦٥ ، وسندہٗ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انـما فعل الحسن اتّباعاً للحديث ، وهو روىٰ عن جابر عن النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم هذا الحديث .

''بلاشبہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے حدیث کی اتباع میں یہ کام کیا ہے، انہوں نے ہی جابر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ حدیث بیان کی ہے۔'' (جامع ترمذی تحت حدیث : ٥١١)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (م ١٩٨ھ) جو کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے راوی ہیں، خطبہ جمعہ کے دوران آنے پر دو رکعت ادا کر کے بیٹھتے تھے اور دوسروں کو اس کا حکم بھی دیتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

قال ابن أبي عمر : كان سفيان بن عيينه يصلّي ركعتين اذا جاء والامام يخطب وكان يامر به

''محمد بن یحییٰ بن ابی عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ جب امام کے خطبہ جمعہ کے دوران آتے تو دو رکعت ادا فرماتے تھے، نیز اس کا حکم بھی دیتے تھے۔'' (جامع ترمذی ، تحت حدیث: ٥١١)

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمہ اللہ (م ٢١٣ھ) کا بھی یہی خیال تھا۔ (جامع ترمذی ، تحت حدیث: ٥١١)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **والقول الأوّل أصح .**

''پہلا قول (خطبہ کے دوران دو رکعت ادا کرنا) راجح ہے۔'' (جامع ترمذی ، تحت حدیث: ٥١١)

امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل تھے۔(جامع ترمذی ، تحت حدیث: ٥١١ ، وسندہٗ صحیح)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(جامع ترمذی ، تحت حدیث: ٥١١ ، مسائل احمد لابنہ عبد اللہ : ١٢٢)

امام اسحٰق بن راہو یہ رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔(جامع ترمذی ، تحت حدیث: ٥١١)

عن أبی مجلز قال : اذا جئت والامام یخطب یوم الجمعة فان شئت رکعت رکعتین وان شئت جلست .

''امام ابومجلز تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب آپ جمعہ کے خطبہ کے دوران آئیں تو اگر چاہیں، دو رکعات ادا کرلیں اور اگر چاہیں تو بیٹھ جائیں۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ : ٥١٦٦ ٢/ ١١١، وسندہٗ صحیح)

امام ابومجلز کی بات کا دوسرا جز نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے موافق نہیں، لہٰذا ان کی یہ بات قابل قبول نہیں۔

فائدہ :

☆ امام ترمذی رحمہ اللہ ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:

لأنّ ابن عمر هو روٰی عن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم ، وهو أعلم بمعنٰی ما روٰی .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ روایت بیان کی ہے اور وہی اپنی روایت کے مفہوم کو بخوبی جانتے ہیں۔'' (جامع ترمذی : تحت حدیث : ١٢٤٥)

☆ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں: **الصّحابی الرّاوی أعلم بالمقصود .**

''حدیث کو روایت کرنے والے صحابی اپنی روایت کے مقصود کو سب سے بڑھ کر جاننے والے ہوتے ہیں۔'' (عمدۃ القاری : ٤/ ١٦)

☆ مشہور غیر اہلحدیث جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب لکھتے ہیں:

''اور یہ بات باقرار مبارکپوری صاحب اپنے مقام پر آئے گی کہ راوی حدیث خصوصاً جبکہ صحابی ہو، اپنی مروی حدیث کی مراد کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے۔'' (احسن الکلام : ١/ ٢٦٨)

رسول اکرم سے خطبہ کے دوران دو رکعت نماز کے حکم کو بیان کرنے والے صحابی سیدنا ابوسعید خدری رضی

اللہ عنہ سے آپ کی وفات کے بعد مروان کے دورِ حکومت میں خطبہ کے دوران دو رکعت پڑھنا، ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں۔

محدثین تو مانتے ہی ہیں، اب دیوبندی اصول کے مطابق بھی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا عمل خصوصا اور امام حسن بصری و سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ کا عمل عموما اس حدیث سے سلیک رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی ہر آدمی سے، جو خطبہ جمعہ کے دوران آتا ہے، دو رکعات نماز ادا کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

یہ حدیث محدثین کی نظر میں:

اب ہم محدثین کرام کے ارشادات کی روشنی میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فرمان کا جائزہ لیتے ہیں، کیونکہ محدثین اپنی روایات کو مقلدین سے بہتر جانتے ہیں اور بقول جناب سرفراز خاں صفدر صاحب اس روایت کو بیان کرنے والے محدثین خصوصا نہ سہی عموما تو اپنی روایات کو دوسرے لوگوں سے بہتر جانتے ہیں۔

امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ) اس حدیث پر یوں باب قائم فرماتے ہیں:

باب الأمر بتطوّع ركعتين عند دخول المسجد و ان كان الامام يخطب خطبة الجمعة ، ضدّ قول من زعم أنّه غير جائز أن يصلّى داخل المسجد و الامام يخطب .

''امام جمعہ کا خطبہ بھی دے رہا ہو تو مسجد میں داخل ہونے والے کو دو نفل پڑھنے کا حکم کا بیان، بخلاف اس شخص کے جو امام کے خطبہ کے دوران مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے اس کو ناجائز قرار دیتا ہے۔''

(صحيح ابن خزيمه باب : ۹۱ ، ح : ۱۸۳۰)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ (م ۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

يصلّى اذا دخل و الامام يخطب ركعتين خفيفتين صلّى فى منزله أو لم يصلّ ، لأنّ النّبىّ صلّى اللّه عليه و سلّم أمر بذالک الدّاخل فى المسجد و أمره على العموم .

''امام کے خطبہ کے دوران کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت نماز ادا کرے گا، خواہ اس نے گھر میں نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو، کیونکہ نبی نے مسجد میں داخل ہونے والے کو بالعموم یہ حکم دیا ہے۔''

(الاوسط لابن المنذر : ٤ /٩٤ تحت حديث : ٥٣٥)

امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی رحمہ اللہ (۱۸۱۔۲۵۵ھ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور امام حسن بصری رحمہ اللہ کا اس پر عمل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

أقول به . ''میرا بھی یہی فتوی ہے۔'' (مسند دارمی : ۲ /۹۷۱ ، تحت حديث : ۱۵۹٤)

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (م ۴۵۶ھ) کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ومن دخل يوم الجمعة والامام يخطب فليصلّ ركعتين قبل أن يجلس .

''جو جمعہ کے دن خطبہ کے دوران آئے اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ادا کر لے۔''

(المحلی لابن حزم: ٦٨/٥، مسئلہ: ٥٣١)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نقول و نأمر من دخل المسجد والامام يخطب ، والمؤذّن يؤذّن ، ولم يصلّ ركعتين ، أن يصلّيهما و نأمر أن يخفّفهما ، فانّه روى فى الحديث أنّ النّبىّ أمر بتخفيفهما

''ہم یہی کہتے ہیں اور حکم بھی دیتے ہیں کہ جو شخص خطبہ جمعہ یا اذان کے دوران مسجد میں داخل ہو، اس نے دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے، نیز ہم اسے مختصر پڑھنے کا حکم دیں گے، کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے کہ آپ نے ان کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا تھا۔'' (الام: ١/ ٢٢٧)

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هذه الأحاديث كلّها صريحة فى الدّلالة لمذهب الشّافعى وأحمد واسحاق وفقهاء المحدثين أنّه اذا دخل الجامع يوم الجمعة والامام يخطب استحبّ أن يتجوّز فيهما ليسمع بعدهما الخطبة وحكى هذا المذهب أيضا عن الحسن البصرى و غيره من المتقدّمين .

''یہ ساری کی ساری احادیث امام شافعی، احمد، اسحٰق رحمہم اللہ اور فقہاء محدثین کے مذہب پر صریح دلالت کرتی ہیں، جو شخص دوران خطبہ مسجد میں داخل ہو، اس کے لئے دو رکعت بطور تحیۃ المسجد مستحب ہیں، ان کو ادا کئے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے، ان دو رکعتوں میں اختصار سے کام لینا بھی مستحب ہے، تاکہ ان کے بعد خطبہ سنا جا سکے، یہی مذہب امام حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہ متقدمین ائمہ سے منقول ہے۔'' (شرح مسلم للنووی: ١/ ٢٨٧)

تنبیہ:

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں:

''امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم ص ۲۸۷ ج ۱ میں لکھتے ہیں: **وقال الملك والليث وابو حنيفة والثورى و جمهور السلف من من الصحابة والتابعين لا يصليها وهو مروى عن عمر و عثمان و على رضى الله عنهم اجمعين و حجتهم الامر بالا نصات للامام ۔۔۔**

(خزائن السنن: ٤١٩ ـ ٤٢٠)

جناب دیوبندی صاحب کی دیانتِ علمی کا اندازہ لگائیں، دلائل و براہین سے تہی دست ہو کر تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے قاضی عیاض کی یہ عبارت حافظ نووی رحمہ اللہ کے ذمہ تھوپ دی، جبکہ حافظ نووی رحمہ اللہ کا واضح موقف ہم ذکر کر چکے ہیں۔

جہاں تک قاضی عیاض کی عبارت کا تعلق ہے تو یہ سراسر باطل اور مردود ہے، جمہور تو درکنار کسی ایک صحابی سے بھی یہ بات قطعا ثابت نہیں ہے کہ دوران خطبہ آنے والا دو رکعت نہ پڑھے، بلکہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیٔ رسول مر مٹنے کے لئے تیار ہو گئے، مگر دوران خطبہ دو رکعتیں نہیں چھوڑیں،

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

ویقضی العجب من الشّیخ النّووی کلّ العجب حیث حکی عن القاضی عیاض أنّه هو مذهب الجمهور من الصّحابة والخلفاء والرّاشدین .

''یہ بہت ہی تعجب کی بات کہ ہے امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کر دیا ہے کہ یہی جمہور صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کا مذہب ہے۔'' (فیض الباری از انور شاہ کشمیری: ۲/ ۳۳۸)

مقلدین کو چاہیے کہ وہ اپنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے باسند صحیح دوران خطبہ ان دو رکعتوں کی ممانعت ثابت کریں، ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ اس مسئلہ میں ابوحنیفہ کے مقلد نہیں ہیں۔

ہمارا دعوی ہے کہ تقلید پرستوں کے پاس اس مسئلہ میں کوئی ضعیف روایت بھی نہیں ہے۔

مانعین کے دلائل:

دلیل نمبر ۱ :

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں:

''بخاری ص ۱۲۱ ج ۱، مسلم ص ۲۸۳ ج ۱ اور موارد الظمان ص ۱۴۸ میں ہے، واللفظ للبخاری یصلی ما کتب له ثم ینصت اذا تکلم الامام ، الحدیث، اور موارد الظمان میں یہ لفظ ہیں: ثم رکع ما شا اللّٰه ان یرکع ثم انصت اذا خرج امامه . اس صحیح روایت سے پتا چلا کہ امام کے خطبہ سے پہلے تو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اذا تکلم الامام کے بعد گنجائش نہیں ہے۔ (خزائن السنن: ۲/ ۱۷۰)

جواب :

اولاً : سرفراز صاحب کی مشارالیہ روایت کے مکمل الفاظ ملاحظہ ہوں:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه عن النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال : من اغتسل ثمّ أتی الجمعة فصلّی ما قدّر له ثم أنصت حتی یفرغ من خطبته ثمّ یصلّی معه غفرله ما بینه و بین الجمعة الأخری و فضل ثلثة أیام .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، جو شخص غسل کرتا ہے، پھر جمعہ میں حاضر ہوتا ہے، جتنی اللہ توفیق دے نماز ادا کرتا ہے، پھر (امام کے) خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموش رہتا ہے، پھر اس کے ساتھ (جمعہ کی) نماز ادا کرتا ہے، اس کے پچھلے جمعہ سے اب تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، ساتھ ساتھ تین دنوں کے گناہ مزید معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

غور فرمائیں کہ سرفراز صفدر صاحب نے کج فہمی یا محض تعصب کی وجہ سے اس روایت سے استدلال کیا ہے، حالانکہ ہمارا نزاع دوران خطبہ آنے والے شخص کے بارے میں ہے، نہ کہ امام کے آنے سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ جانے والے آدمی کے بارے میں۔

جو آدمی امام سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ کر نوافل ادا کر رہا ہے، اس کے بارے میں تو ہمارا بھی یہی موقف ہے کہ وہ نوافل پڑھنا بند کر کے امام کا خطبہ سنے گا، اس روایت کو پیش کر کے صفدر صاحب نے کوئی علمی پہاڑ سر نہیں کیا بلکہ اس سے تو صرف اس مسئلہ میں ان کی بے بسی ظاہر ہوئی ہے۔

ثانیاً: نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صریح فرمان **اذا جاء احدکم یوم الجمعة والامام یخطب فلیرکع رکعتین** کے بعد ان دو رکعتوں سے روکنے والے پر لازم ہے کہ وہ دوران خطبہ خاص ان دو رکعتوں کی ممانعت میں کوئی صریح دلیل پیش کرے، هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین!

ثالثاً: **ثمّ ینصت اذا تکلّم الامام** سے دوران خطبہ دو رکعتوں کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ یہ دو رکعتیں انصات کے خلاف نہیں، آپ کے اقوال آپس میں متعارض نہیں ہو سکتے۔

خود احناف بھی تو اسے انصات کے خلاف نہیں سمجھتے، جب کوئی آدمی قرآن سنے تو اسے انصات کا حکم ہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ احناف کے ہاں صبح کی نماز میں دوران قرآت آنے والا بھی جلدی سے دو رکعت نفل ادا کر سکتا ہے، کیا صفدر صاحب کو یہاں انصات کا خیال نہیں رہا؟

دلیل نمبر ۲ :

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں:

''مجمع الزوائد ص ۱۷۱ ج ۲ میں روایت ہے: **عن نیشة الھذلیؓ** کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: **فان لم یجد الامام خرج صلّی ما بداله وان وجد الامام قد خرج جلس فاستمع وأنصت ، الحدیث،** علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **رواه أحمد ورجاله رجال الصّحیح خلا شیخ أحمد وھو ثقه .**

(خزائن السنن: ۱۷۰/۲)

جواب :

اولاً : صفدر صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ صرف علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا قول **رجاله رجال الصحیح** نقل کرنے سے روایت صحیح نہیں ہوجائے گی، کیونکہ اصول حدیث میں کسی روایت کی صحت کے لئے صرف راویوں کا ثقہ ہونا کافی نہیں، بلکہ اتصال سند بھی ضروری ہے، جس سے آپ بہت گریزاں ہیں، ذرا عطاء الخراسانی جو کہ ''حسن الحدیث'' راوی ہیں، ان کا نبیشہ الہذلی رضی اللہ عنہ سے سماع تو ثابت کریں، اس روایت میں دوعلّتیں ہیں:

۱☆ عطاء الخراسانی رحمہ اللہ مدلس اور کثیر الارسال راوی ہیں، یہاں سماع کی صراحت نہیں مل سکی۔

۲☆ ان کا نبیشہ الہذلی رضی اللہ عنہ سے تو کجا کسی بھی صحابی سے سماع سرے سے ہی ثابت نہیں۔

(تقریب التھذیب)

ثانیاً: صفدر صاحب نے علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا **رجاله رجال الصحیح** کہنا بلانکیر نقل کردیا ہے، یہ بھی ان کی خطاء یا تغافل ہے، کیونکہ عطاء الخراسانی رحمہ اللہ صحیح بخاری کے راوی نہیں ہیں، جیسا کہ فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ تعالی نے توضیح الکلام ص ۲۷۱ ج ۲ میں محقق و مدلل بحث سے ثابت کردیا ہے، شائقین مراجعت فرماکر مستفید ہوں۔

۳☆ جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب لکھتے ہیں:

''جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ آنے والے کا نام سلیک عطفانی تھا، یہ شخص بڑا فقیر اور خستہ حال تھا، آپ لوگوں سے اس کے لئے چندہ مانگنا چاہتے تھے، آپ نے اس کو حکم دیا کہ اٹھ کر دو رکعت پڑھ، مطلب یہ تھا کہ لوگ اس کی خستہ حالی کو دیکھ لیں اور اس پر صدقہ کریں، چنانچہ نسائی ص ۱۵۸ ج ۱ میں روایت ہے: **جاء رجل** .... (خزائن السنن: ۱۷۰/۲۔۱۷۱)

جواب :

اولاً: ہم صفدر صاحب سے یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ جمہور کون ہیں؟ کیا سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سفیان بن عیینہ، حسن بصری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحٰق بن راہویہ، امام ترمذی، امام بخاری، امام مسلم، شیخ بخاری عبداللہ بن یزید المقری، امام ابن خزیمہ، امام ابن المنذر، امام دارمی، علامہ ابن حزم اور امام ابن حبان رحمہم اللہ کے مقابلے میں امام ابن سیرین، امام سفیان ثوری اور عروہ رحمہم اللہ جمہور کہلائیں گے؟ ہم پچھلے صفحات میں ثابت کر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ سے بسند صحیح ان دو رکعتوں کی ممانعت ثابت نہیں، نیز جمہور صحابہ تو در کنار کسی ایک صحابی سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکی۔

☆ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كلّ من نقل عنه يعني من الصّحابه منع الصّلاة والامام يخطب محمول على من كان داخل المسجد لأنّه لم يقع عن أحد منهم التّصريح بمنع التّحيّة وقد ورد فيها حديث يخصّها فلا يترك بالاحتمال .

''جن صحابہ سے حالت خطبہ میں نماز سے روکنا منقول ہے وہ مسجد میں پہلے سے موجود لوگوں کے بارے میں ہے، کیونکہ کسی ایک صحابی سے بھی ان دو رکعتوں کا بطور تحیۃ المسجد صراحتاً ممنوع ہونا ثابت نہیں، اس بارے میں خصوصاً ایک حدیث بھی آ گئی ہے، لہٰذا اسے احتمالاً ترک کرنا درست نہیں۔''

(فتح الباري : ٢ /١١٤، تحفة الاحوذي : ١ /٣٦٤)

لہٰذا صفدر صاحب کی اس کاوش کو تحقیق کا نتیجہ تو نہیں کہا جا سکتا، البتہ تقلید کا شاخسانہ ضرور قرار دیا جائے گا

ثانیاً: اپنی تاویل کی دلیل میں انہوں نے جو روایت بحوالہ نسائی پیش کی ہے، اس کے راوی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، اور جناب ہی کے بقول صحابی راوی خصوصاً اپنی روایت کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے، لہٰذا جب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس روایت کا حکم ہر شخص کے لئے عام سمجھتے ہیں، تو ایک مقلد کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کی مخالفت کر کے اس کو خاص کر دے؟

سنن نسائی کی اس روایت کا فہم کم از کم امام نسائی رحمہ اللہ سے ہی لے لیتے تو صفدر صاحب کی کچھ تسلی ہو جاتی، امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت سے دوران خطبہ دو رکعت سے ممانعت ثابت نہیں کی بلکہ خطبہ جمعہ کے دوران صدقہ کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنے کا جواز ثابت کیا ہے اور اس سے آٹھ روایات پیچھے آئیں تو معلوم ہو

گا کہ امام موصوف نے خطبہ جمعہ کے دوران نماز پڑھنا جابر بن عبداللہ کی حدیث سے ثابت کیا ہے، حدیث کے فہم میں محدثین کی بات معتبر ہے یا مقلدین کی؟

موارد الظمان کے حوالہ سے جو روایت صفدر صاحب نے پیش کی ہے کہ **ارکع رکعتین ولا تعودنّ لمثل ھذا** ، اس کی سند میں وہی محمد بن اسحٰق بن یسار ہے، جس کے بارے میں صفدر صاحب نے (احسن الکلام) میں لکھا ہے کہ اسے ۹۰ فیصد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور کذاب تک جرح نقل کی ہے، ہمارا سوال ہے کہ ایسے راوی کی روایت بطور تائید پیش کرتے ہوئے شرم نہ آئی؟

دوسری بات یہ ہے **ولا تعودنّ لمثل ھذا** سے مراد کون سا کام ہے؟ کاش کہ صفدر صاحب آگے بھی پڑھ لیتے! اس کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

قوله : لا تعودن لمثل هذا أراد الابطاء فى المجيئ الى الجمعة ، لا الرّكعتين اللّتين أمر بهما ، والدّليل على صحّة هذا خبر ابن عجلان الّذى تقدّم ذكرنا له أنّه أمره فى الجمعة الثّانية أن يركع ركعتين مثلهما .

''نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فرمان سے آپ کی مراد جمعہ میں دیر سے آنا ہے، نہ کہ وہ دو رکعتیں جن کا اسے حکم دیا گیا تھا، اس بات کی تائید ابن عجلان کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جو ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں، کہ آپ نے اسے دوسرے جمعہ میں بھی اسی طرح دو رکعتیں ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔''

(صحيح ابن حبان: ٦/ ٣٥٠ تحت حديث : ٢٥٠٤)

شارح بخاری جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

بل هو نهى عن الابطاء عن الجمعة وحضوره فى وقت الخطبة حتّٰى لزمه امساكها .

''(احناف نے اسے دو رکعت سے ممانعت پر محمول کیا ہے، ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ تو جمعہ میں لیٹ آنے سے منع کیا گیا ہے، صحابی مذکور نے خطبہ میں لیٹ آنا مستقل معمول بنا لیا تھا۔'' (فيض البارى : ٢/ ٣٤١)

تیسری بات یہ ہے کہ کیا رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس فعل مبارک کے پیش نظر آپ بھی دوران خطبہ ایسے آدمی کو دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہے، تو آپ کا مذہب باطل، کیونکہ دوران خطبہ دو رکعت کا جواز خود بخود ثابت ہو جائے گا، لیکن اگر جواب نفی میں ہے، تو اس حدیث میں آپ کا کیا حصہ؟ اگر آپ اس پر عمل نہیں کر سکتے تو واضح ہے کہ آپ نے اپنی تقلید نا سدید کو بچانے کے لئے احادیث کو

توڑ نے مروڑ نے کا کاروبار شروع کررکھا ہے، اور کسی طرح سے بھی حدیث کو ماننے کے لئے تیارنہیں۔

صفدر صاحب کی بد اعتقادی :

جناب محمد سرفراز خاں صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں:

''ان روایات سے پتا چلا کہ یہ ایک مخصوص واقعہ تھا، ضابطہ اور قاعدہ نہ تھا، بعض راویوں نے اس کو ضابطہ کی شکل میں پیش کردیا ہے۔'' (خزائن السنن: ۱۷۱/۲)

كبرت كلمة تخرج من أفواههم ان يقولون الّا كذبا .

''ان روایات'' کی وضاحت ہم کر چکے ہیں، ان سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوا۔ تقلید اتنی مہلک بیماری ہے کہ اس کا مریض انکار حدیث تک جا پہنچتا ہے، صفدر صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذخیرہ حدیث کی ان کے ہاں کیا وقعت ہے؟ یہ تو ایک روایت ہے، جس پر طبع آزمائی کرنے سے صفدر صاحب کی عقل نارسا اس باطل نتیجے پر پہنچی ہے، نامعلوم اور کتنی احادیث ہوں گی جن کو نبی سے سننے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے راویوں نے اپنی مرضی سے ضابطہ کی شکل میں پیش کردیا ہوگا؟ **اعاذنا الله من هذه الهفوات .**

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے فروعی مسائل بیان کرنے والے کذاب اور خبیث راویوں کی روایات پر اندھا اعتماد اور دین کا انحصار ہے، لیکن افسوس کہ بالاتفاق ثقہ راویوں کی روایت کردہ حدیثِ نبوی پر اتنی بداعتمادی اور بداعتقادی! **تلك اذاً قسمة ضيزىٰ.**

دراصل یہ انکار حدیث کی ایک غیر مرئی شکل ہے، صفدر صاحب کو چاہیے کہ وہ علی الاعلان حدیثِ نبوی سے برائت کا اظہار کردیں، یوں حیلے بہانوں سے اس کے چہرے کو کیوں مخدوش کرتے ہیں؟

؎ خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو
صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

قارئین! خود اندازہ فرمائیں کہ حدیث نبوی کے بارے میں ایسے خیالات کے حامل لوگ دین کے کتنے خیر خواہ ہو سکتے ہیں؟ نیز

یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟؟؟

☆☆............☆☆............☆☆